اب[۱] ذرا جان دہیِ کوئے بتاں کی باتیں	ہو چکا تذکرۂ باغِ جناں اے واعظ
سچ ہے کافر تری تقریر سے کیونکر نہ جلیں	شعلۂ آتشِ دوزخ ہے زباں اے واعظ
حور کی مدح میں کیا ترکِ صنم کا مذکور	یہی باتیں ہیں مرے دل پہ گراں اے واعظ
ڈر[۲] مری آہ سے ظالم نہ جلا جی کہ نہیں	یہ جہنم سے تو کم شعلہ فشاں اے واعظ
اہلِ جنت سے کرو دلبریِ حور کا ذکر	ایسی باتیں کوئی سنتا نہیں یاں اے واعظ
جو[۳] ملیں تجھ سے بصد شوق وہ کیا ہونگی نہ کر	بس مرے سامنے حوروں کا بیاں اے واعظ
کیسے[۴] آرام پسِ مرگ مگر کافر تو	اہلِ اسلام کا ہے دشمنِ جاں اے واعظ

شرم[۵] کی بات نہیں ہے یہ اثر ہو کیونکر
نہ میں مومن ہوں نہ تو پیرِ مغاں اے واعظ

ردیف العین

کس[۱] ضبط پر شرار فشاں ہے فغانِ شمع	۹۳	اک برق تھی جو لال نہ ہوتی زبانِ شمع
دل[۲] گرمیِ فریب پہ بھی میں نثار ہوں		پروانہ کیا مجال کرے امتحانِ شمع

۱ کوئے بتاں میں جاں دہی (جان بخشی) کی جو خاصیت ہے اسکا بھی ذرا تو کر چھیڑ۔ ۲ تو جہنم سے ڈرا کر مجھے ترکِ عشق کی نصیحت کرتا اور میرا جی جلاتا ہے۔ مگر میری آہ سے نہیں ڈرتا۔ یاد رکھ یہ بھی جہنم سے کم نہیں۔ کہیں اس پر تجھے جلا کر خاک نہ کر دے۔ ۳ جو حوریں تجھ جیسے شخص سے بصد شوق ملیں گی وہ کس حیثیت کی ہونگی ظاہر ہے۔ ۴ تو اہلِ اسلام کو مرنے کے بعد آرام کی اُمید دلاتا ہے تاکہ

۹۲

وہ راحتِ اُخروی کی تمنا میں دنیا سے بیزار اور موت کے طلبگار ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تو مسلمانوں کا دشمنِ جان ہے۔ ۵ میں مومن ہوتا یا تو پیرِ مغاں ہوتا تو تاثیر ہوتی۔ یعنی مومن پر واعظ کا بیان اثر کرتا اور مجھ پیرِ مغاں کی بات اثر کرتی۔ مگر یہاں یہ دونوں باتیں مفقود ہیں۔ یہاں مومن نے اپنے کو غیر شخص تصور کیا ہے۔

۹۳ ۱ شمع کی فغاں (خاموش) ضبط کے باوجود شرارے برسا رہی ہے۔ اگر اس کی زبان لال (گونگی) نہ ہوتی تو دنیا کو برق کی طرح پھونک دیتی۔ شمع کی لَو کو زبانِ شمع کہا جاتا ہے۔ ۲ دل گرمی = گرمجوشی۔ اختلاط۔ میں معشوق کی تصنع آمیز گرمجوشی پر بھی قربان ہوں۔ میری مثال پروانہ کی سی ہے اور اس کی شمع کی سی۔ پھر میں کیونکر اس کے صدق و کذب کا امتحان کر سکتا ہوں۔

روشن ہے اہل بزم پہ شکوہ نسیم کا؎
اس بہکتی زبان پہ دیکھو بیان شمع

آتا ہے بیکسوں پہ تو جلاد کو بھی رحم
روتی ہے شمع آپ سرِ کشتگان؎ شمع

مجھ بیگنہ کے قتل میں کیوں سوچ دیکھ لے
بن بولے لوگ کرتے ہیں قطع زبان شمع

؎ہے تار گریہ تار نفس اہل سوز کو
یعنی روانِ شمع ہے اشکِ روان شمع

؎داغ جدائی دُر دندان و روے و زلف
ہے اشک شمع و شعلۂ شمع و دخان شمع

؎سب گرمیِ نفس کی ہیں اعضا گدازیاں
دیکھو نہ زندگی ہے سراپا زیان شمع

؎اس کو بھی کوئی پردہ نشیں ہی جلاے ہے
فانوس سے سنا ہے یہ راز نہان شمع

اک اور پڑھ وہ مومن شعلہ زباں غزل
جل جائیں جسکے رشک سے حاسد لبان شمع

؎ جب نسیم چلتی ہے تو زبانِ شمع کو جنبش ہوتی ہے۔ اس کو زبان شمع کا بہکنا قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس بہکتی ہوئی زبان پر بھی شمع کا بیان اس قدر واضح ہے کہ تمام اہل بزم پر روشن ہو جاتا ہے کہ یہ نسیم کی درازدستی کی شکوہ گذار ہے۔ ؎ کشتگانِ شمع = پروانے جو شمع کی محبت میں ہلاک ہوئے ہیں۔ شمع سے قطرات کے ٹپکنے کو رونے سے تعبیر کیا ہے۔ ؎ اہل سوز کو تار گریہ ہی سانس کا تار ہے یعنی جب تک وہ روتے ہیں اُسی وقت تک زندہ ہیں۔ اِدھر رونا موقوف ہوا اُدھر رشتۂ حیات ٹوٹا۔ دیکھ لو شمع کے آنسوؤں ہی میں اُس کی زندگی مضمر ہے۔ جہاں اُس کا رونا (جلنا) بند ہوا وہیں ہستی بھی ختم ہوگئی۔ پہلے رواں کے معنی روح اور دوسرے کے معنی جاری ہیں۔ ؎ تیرے گوہر دنداں کے ہجر کا داغ شمع کے اشکوں کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ اسی طرح رُخ کی جدائی کا نتیجہ شعلۂ شمع اور زلف کی فرقت کا اثر دخانِ شمع کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ تیری عدم موجودگی شمع کی سوزش کا باعث ہے۔ شعر میں لف و نشر مرتب ہے۔ دُرِ دنداں کی مشابہت اشک سے روے یار کی شعلے سے اور زلف کی دخان سے ظاہر ہے۔ ؎ اعضا کے پگھلنے کا باعث سانس کی گرمی ہے۔ دیکھ لو جب تک شمع زندہ رہتی ہے زیان (نقصان) میں رہتی ہے اور جب مر جاتی ہے تو سوز و گداز سے محفوظ رہتی ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ دراصل رازِ بقا موت میں مضمر ہے۔ ؎ فانوس سے شمع کا یہ راز نہاں معلوم ہوا کہ اس کو بھی کوئی پردہ نشین جلاتا ہے۔ چونکہ فانوس ایک قسم کا پردہ ہے اسلئے شاعر کا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ اس کا جلانے والا کوئی پردہ نشین ہے جس نے جلانے میں بھی پردے کی رعایت ملحوظ رکھی ہے۔

۹۴

محفل[1] فروز تھی تپ و تاب نہان شمع — پروانہ جل گیا کہ نہیں رازدان شمع

تھا شب چراغ خانۂ دشمن وہ شعلہ رو — کیا کیا جلا ہے صبح تلک جی بسان شمع

اے سوز گریہ آگے تری آب و تاب کے — پانی[2] بھرے ہے جلوۂ آتش فشان شمع

صحبت[3] میں ایک رات کی کیا محو ہوگئی — اُس بزم میں سحر کو نہ پایا نشان شمع

پہونچے تری نزاکت و گرمی کو کیا مجال — ہر چند موم جسم ہے اور شعلہ جان شمع

ہوں[4] داغ بدگمانیِ دل بسکہ یار پر — پروانہ کو ہے سادہ دلی سے گمان شمع

حیرت فزا ہے حُسن بہت کیا عجب اگر — تھم جائے تیری بزم میں اشکِ روان شمع

گر دیکھ لے رُخِ[5] عرق آلودہ کو ترے — گھل جائے سوز رشک سے تا استخوان شمع

ابتک[6] یہ سوز دل ہے کہ میرے مزار پر — مائل ہوا زمین کی جانب دخان شمع

لائیں[7] نہ تاب حرف بتان کافرانِ عشق
پروانہ کو جحیم ہے **مومن** زبان شمع

۹۴ [1] شمع کے سوز نہاں نے محفل کو روشن کر دیا۔ چونکہ پروانہ شمع کا رازداں نہ تھا اسلئے جل گیا ورنہ وہ بھی اُسکی روشنی سے متمتع ہوتا۔ شمع کے راز سے وہ سوز مراد ہے جو اُس (شمع) کے دل میں مخفی ہے۔ [2] پانی بھرنا = اظہار عجز کرنا۔ [3] رات بزم یار کی آب و تاب دیکھ کر شمع ایسی گُم ہوگئی (فرط شوق میں اپنی ہستی بھول گئی) کہ صبح کو پتہ بھی نہ ملا۔ [4] ازبسکہ پروانہ کو سادہ لوحی سے معشوق پر شمع ہونے کا گمان ہے اور اسی دھوکے میں اُس پر آ آکر گرتا ہے اس لئے میں دل کی بدگمانی کی وجہ سے داغ داغ ہوا جاتا ہوں اور صدمۂ رقابت برداشت نہیں کر سکتا۔
[5] شمع قطروں کے ٹپکنے کی وجہ سے محبوب کے رُخ عرق آلودہ سے گونہ مشابہت رکھتی ہے۔ [6] مرنے کے بعد بھی میرے دل میں اس قدر جلن ہے کہ شمعِ مزار کا دھواں اوپر کرۂ نار کی جانب جانے کے عوض نیچے میری قبر کا رُخ کرتا ہے کیونکہ الجنس یمیل الی الجنس۔ [7] جس طرح پروانہ کو شمع کی زبان جحیم (دوزخ) ہے یعنی جلا کر خاک کر دیتی ہے اسی طرح کافران عشق کو بھی بتوں کی بات کی تاب نہیں۔ مراد یہ ہے کہ عشاق بھی بتوں کی گفتگو سنکر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ لائیں مضارع ہے بمعنی حال۔

= = = = = = = = = = = =

MOMIN ONE, pp. 101-02

1a) upon what restraint are they spark-scattering, the sighs of the candle!
1b) there would have been a single lightning-bolt, if it had not been dumb, the tongue of the candle

2a) for the enthusiasm of the deceit too, I sacrifice myself
2b) what right does the Moth have, to test the candle?

3a) it is illumined for the people of the gathering, the complaint about the breeze
3b) about this wandering tongue, look at the narrative of the candle

4a) for helpless ones, even the Executioner feels pity
4b) the candle itself weeps for those slain by the candle

5a) in the murder of innocent me, why [pause to] think? look
5b) without speaking, people cut the tongue of the candle

6a) this thread of breath is a thread-maker, to the people of burning
6b) that is, the life of the candle is the flowing tears of the candle

7a) the wound of separation of the pearl-teeth and the face and the curls--
7b) it is the tears of the candle, and the flame of the candle, and the smoke of the candle

8a) it is all, from the heat of the breath, sense-meltingnesses
8b) look, won't you? life is entirely harm of the candle

9a) that one too, some pardah-keeping one has burned
9b) from the glass-shade I heard this hidden secret of the candle

10a) recite one more ghazal, oh flame-tongued Momin
10b) from which the envious would burn, like the candle

= = = = = = = = = = = =

MOMIN TWO, p. 103

1a) it was gathering-illuminating, the heat and radiance of the candle
1b) the Moth burned, because he was not a secret-knower of the candle

2a) last night she was the lamp of the house of the Enemy, that flame-faced one
2b) how my inner-self burned until the morning, like a candle

3a) oh burning of weeping, before yourwetness and radiance

3b) it surrenders ['fills up water'], the fire-scattering glory of the candle

4a) in a single night's companionship, how it became absorbed!
4b) in that gathering, at dawn, no one found a trace of the candle

5a) as if it has the power to reach your delicacy and heat!
5b) although wax is its body and flame is the life of the candle

6a) I am a wound from the suspicion of the heart, to such an extent, about the beloved--
6b) the Moth has, from simple-heartedness, suspicion of [the beloved's being] the candle

7a) beauty is amazement-evoking-- how would it be strange if
7b) they would stop, in your gathering, the flowing tears of the candle

8a) if it would se your sweat-moistened face
8b) it would melt with the burning of envy to the bone, the candle

9a) up till now there's such burning of the heart, that on my tomb
9b) it has been drawn down toward the earth, the smoke of the candle

10a) they had no endurance for the reproach of idols, the infidels of passion
10b) to the Moth it is hell, Momin, the tongue of the candle

= = = = = = = = = = = =

Momin == diivaan-e momin ma((shar;h , ed. by .ziyaa a;hmad .ziyaa . Allahabad: Shanti Press, 1962, pp. 101-103